مطبوعات

النظر فی الحدیث :- تالیف مولانا ابوسعید صاحب جھکاوی۔ ضخامت ۲۲۲ صفحات۔ قیمت ۲ روپے ۸ آنے
ملنے کا پتہ :- انجمن حزب الاسلام، مقام و ڈاک خانہ مصطفیٰ آباد۔ ضلع سارن (بہار)

یہ کتاب اصول حدیث سے تعلق رکھتی ہے۔ جس میں علمائے محققین کی تصانیف سے مدد لیتے ہوئے موضوع سے متعلق تمام مباحث پر مفصل اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ دین میں حدیث کی حیثیت کیا ہے؟ اس کی تدوین کی تاریخ کیا ہے اور اس تدوین کا طریقہ کیا رہا ہے؟ روایت اور درایت کے اصول کیا ہیں؟ راویوں اور کتب احادیث کے کتنے طبقات و مدارج ہیں؟ مسلمانوں کے مختلف فرقے اختلافی مسائل میں حدیث کی کن اور کس درجہ کی کتابوں سے اپنے مذہب کے حق میں استدلال کرتے ہیں؟ "تمسک بالحدیث" کے بارے میں لوگوں نے کس افراط و تفریط سے کام لیا ہے اور صحیح و معتدل راہ کون سی ہے؟

مصنف نے ان تمام مباحث پر بالکل غیر جانبدارانہ اور آزادانہ نظر ڈالی ہے اور تحزب سے بالاتر ہو کر خالص علمی اور تحقیقی انداز بحث اختیار کیا ہے جس میں اجتہاد فکر کی جھلک بھی موجود ہے اور اس حقیقت کو واضح کرنے کی ایک حد تک کامیاب کوشش کی ہے کہ "باوجود ان تمام ممکن احتیاطوں اور تدبیروں کے جو محدثین کرام نے تنقید حدیث میں اختیار کیں، یہ دعویٰ کرنا عقل عام اور تجربہ کے خلاف اور بشری فہم و نظر کے منتہائے دسترس سے ناواقفیت کا ثبوت ہے کہ ان کی رائے اور تحقیق بس آخری چیز ہے اور اب ہم کو آنکھیں بند کر کے ان کے مندرجات کو فرامین رسول تسلیم کر لینا چاہیے۔ یہ محدثین اپنی تمام تر احتیاط، تحقیق، دیانت اور جلالت شان کے باوجود بہرحال انسان ہی تھے اور ان کی حیثیت فن حدیث کے "مجتہد" سے زیادہ نہیں اور مجتہد کی تعریف ہی یہ ہے کہ قد یخطی و یصیب، کبھی وہ غلطی کر جاتا ہے اور کبھی صحیح رائے قائم کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو صحیح بخاری کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے، بالکل بے معنی ہوتا۔ چنانچہ علمائے سلف میں سے بعض محققین کی تحقیق کہ صحیحین میں بھی تقریباً دو سو حدیثیں ضعیف ہیں اس امر واقعہ پر ایک برہان جلی ہے۔"

اس سلسلہ میں وہ بحث جو صحابہ کرام کی عدالت سے متعلق ہے، بڑی حقیقت افروز ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ الصحابۃ کلہم عدول' کا قول اور اصول بالکل درست ہے مگر اندھی عقیدت میں مبتلا ہو کر لوگوں نے اس کے اصل مفہوم کو اس کی حدود سے متجاوز کر دیا ہے۔ صحابہ کے راست باز ہونے میں کلام نہیں مگر دیانت اور راست بازی کسی طرح بھی فہم کامل، تفقہ اور ضبط الفاظ و معانی کو مستلزم نہیں۔ اسی طرح اصول درایت پر جو کچھ لکھا گیا ہے، بحیثیت مجموعی بہت خوب ہے۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ ان اصولوں میں اسلام کی اصولی دعوت اور اس کے مزاج کو بھی ایک اصول اور معیار ٹھیرایا جائے اور جو احادیث اس معیار پر

پوری نہ اتریں ان کی حتی الوسع تاویل کی جائے اور اگر تاویل ممکن نہ ہو تو ان کے تسلیم کرنے میں انکار یا کم از کم توقف سے کام لیا جائے جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ کتاب محققانہ اور مجتہدانہ انداز میں لکھی گئی ہے اس لیے جہاں تک مقصد بحث اور طریقۂ بحث کا تعلق ہے ہم اس کو بنظر استحسان دیکھتے اور زبان اردو میں ایک قابل قدر اضافہ سمجھتے ہیں، مگر اجتہادی آرا میں اختلاف ایک فطری شے ہے، اس لیے مصنف کی بہت سی باتوں سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً ان کی اس رائے سے ہمارے لیے اتفاق کرنا کسی طرح ممکن نہیں کہ اقوال رسول تو درکنار قرآن مجید تک میں ایسے امور مذکور ہیں جو اسلام کے نہیں بلکہ مخاطب اقوام کے مسلمات ہیں ـــــ ایسے مسلمات جو مبنی بر حقیقت و مطابق واقعہ ہیں اور ایسے مسلمات بھی جو خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ ہیں ـــــ قرآن ان دونوں ہی قسم کے مسلمات کو بغیر کسی تصریح کے کہ یہ غیروں کے غلط مسلمات ہیں، اپنے طور پر ایک حقیقت ثابتہ کی حیثیت سے بیان کر کے مخاطب پر حجت قائم کرتا ہے" حالانکہ قرآن تو الگ رہا نبی اکرم نے بھی کبھی اس طرز بیان کو اختیار نہیں فرمایا۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بہت بلند ہے کہ غیر واقعی نظریات کو حقائق کی طرح بیان کرے اور صرف مخاطب کو خاموش کرنے کے لیے حقائق کے بجائے موہومات سے کام لے۔ گو یہ خیال نیا نہیں بلکہ پرانے اہل قلم کے ہاں بھی اس کا وجود ملتا ہے مگر یہ وہی حضرات ہیں جن کے دماغ پر قرآن کے طرز استدلال کی جگہ منطقی جدلیات چھائی ہوئی تھیں۔ حاشا کہ قرآن ان اوچھے ہتھیاروں کا محتاج ہو۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن کا کام حقائق اشیاء بیان کرنا نہیں، مگر جب کبھی وہ ان کا ذکر کرتا ہے تو صرف مخاطب کے مسلمات ہونے ہی کا لحاظ نہیں کرتا بلکہ یہ بھی دیکھ لیتا ہے کہ اسے مطابق واقعہ ہونا چاہیے۔ اور اگر کبھی وہ مخاطب پر اتمام حجت کے لیے ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو مخاطب کے نزدیک مسلمہ تو ہوں مگر خلاف واقعہ بھی ہوں تو وہاں ایسے الفاظ اور اسالیب بیان سے کام لیتا ہے جن سے اس امر کی روز روشن کی طرح وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہ مسلمہ قرآن کو تسلیم نہیں۔ اس مختصر تبصرہ میں ہم کوئی تفصیلی بحث نہیں کر سکتے مگر فاضل مصنف کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ اسی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ کے الفاظ پر، جس کو انھوں نے بطور مثال پیش کیا ہے، اسی مضمون والی دیگر آیات قرآنیہ کی روشنی میں تدبر فرمائیں گے تو ان پر اپنی رائے کی غلطی خود بخود واضح ہو جائے گی۔ یہ طرز فکر تو اس مرعوب ذہنیت کی غمازی کرتا ہے جس نے جاہل مستشرقین کے اعتراضات واہیہ کے آگے سپر ڈال کر یہاں تک تسلیم کر لیا کہ قرآنی قصص بھی اسرائیلیات سے لے لیے گئے ہیں، قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح ہیں یا غلط قرآن کو تو صرف عبرت و نصیحت سے غرض تھی۔ سو اہل کتاب کے ہاں جس طرح یہ قصے مشہور تھے، لوگوں کی عبرت پذیری کے لیے جوں کے توں قرآن میں ذکر کر دیے گئے۔ معلوم نہیں لوگ اس قسم کی باتیں کہتے وقت قرآن کی اس صفت کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ باطل کا اس کے کسی گوشہ میں وجود نہیں۔ نہ احکام میں، نہ دلائل میں، نہ اصلاً نہ ضمناً۔ اسی طرح آیت استخلاف نیز آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کے جو ترجمے اور مطالب بیان کیے گئے ہیں صریحاً غلط ہیں اور ان میں حد سے زیادہ تکلف سے کام لیا گیا ہے۔

مقدمہ کتاب میں ایک جگہ "تمام مذاہب حقہ" کا جو لفظ ہے اور اسکے ضمن میں غیر مسلم اقوام سے جو مذہبی خواہش اتحاد ظاہر کی گئی ہے، اسکا مطلب ہم نہیں سمجھے۔ کیا خدانخواستہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "عالم گیر سچائیاں" تمام مذاہب میں مشترک ہیں اور ہر مذہب برحق ہے؟ اگر فاضل مصنف کا یہ عقیدہ نہیں ہے جیسا کہ ہم امید رکھتے ہیں، تو ان کو ایسے مخدوش الفاظ و اسالیب کے استعمال

سے سخت احتراز کرنا چاہیے۔

کتاب کے طرز نگارش کے متعلق یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ اس میں تصنع اور الجھاؤ اور ادبی نقائص حد سے زیادہ ہیں بعض مقامات پر تضاد بیان بھی موجود ہے۔ پھر طباعت کی غیر معدود غلطیاں ان سب پر مستزاد ہیں لیکن ان سب نقائص کے باوجود اس کتاب کے افادی پہلو سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا اور ہم اہل علم سے سفارش کریں گے کہ وہ اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

گلدستۂ مدح صحابہ :- مرتبہ ابوداؤد صاحب لکھنوی۔ ضخامت ۱۰۸ صفحات۔

ملنے کا پتہ :- دفتر "الداعی" دار المبلغین، لکھنؤ۔

یہ رسالہ دراصل دار المبلغین لکھنؤ کے ماہنامہ "الداعی" کا ایک خاص نمبر ہے جس میں ان تمام مدحیہ نظموں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے جو آل انڈیا مدح صحابہ مشاعرہ ۱۹۳۲ء میں پڑھی گئی تھیں۔ اس مجموعے میں چھوٹے بڑے تقریباً ستر شعراء کے کلام ہیں اور بعض بعض ادب و شعر کا بہترین نمونہ ہیں۔ گو موضوع کے پیش نظر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ غلو اور مبالغہ کی آمیزش سے یہ نظمیں پاک ہیں مگر "ترقی پسند ادب" کی ایسی گرم بازاری میں، جبکہ فنون لطیفہ اور ادب لطیف کے نام پر ہر طرف "فنون خبیثہ" اور "ادب خبیث" کی غلاظتیں بکھری جا رہی ہیں، اس قسم کی نظمیں انسانی، اخلاقی اور مذہبی نقطۂ نظر سے بسا غنیمت ہیں۔

ابتدا میں صدر مشاعرہ جناب جگر مراد آبادی کا ایک مختصر خطبۂ صدارت ہے جس میں انھوں نے عام شعراء و ادباء کو قابل قدر نصیحتیں فرمائی ہیں۔ کاش یہ لوگ ان پر کان دھریں اور اپنے اخلاقی فرائض کو محسوس کریں۔

شعر و شاعری اور تحریک مدح صحابہ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ مجموعہ خصوصیت سے جاذب نظر ہوگا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اب وہ ہم کو نبیؐ اور اصحاب نبیؐ کی مدح و منقبت بیان کرتے رہنے کی منزل سے آگے لے جائے اور ان کی شخصیتوں کی طرح ان کے کاموں کا بھی عشق عطا فرمائے۔

دیگر اداروں کی کتابیں

جو

مکتبہ جماعت اسلامی دار الاسلام میں موجود ہیں!

عبادت ... ۲/	اسلام کا اخلاقی نقطۂ نظر ... ۶/	اسلام کا سیاسی نظریہ فلاح عالم ۸/	تفسیر سورہ قیامہ ... ۸/
خدا کی اطاعت کس لئے ۲/	ایمان کی کسوٹی ... ۲/	علماء اور اسلام ... ۱۲/	۰ سورہ لہب ... ۶/
مسلمان کا بنیادی عقیدہ (بڑا ایڈیشن) ۲/	کلمہ طیبہ کے معنی ... ۲/	مسلمان کی پہچان ... ۵/	۰ سورہ مرسلات ... ۵/
" " (چھوٹا ایڈیشن) ۱/	حقیقت شرک ... عہ	نظام اطاعت کی تین کڑیاں ۴/	۰ سورہ والتین ... ۶/
خطبہ تقسیم اسناد ۲/	اسلام اور اشتراکیت ... عہ	مولانا سندھی کے افکار پر ایک نظر عہ	۰ سورہ شمس ... ۶/
راہ عمل ... ۶/	اسلامی نظام ... عہ	ذہنی زلزلے ... ۲/ اقسام القرآن ... ۸/	۰ سورہ عبس ... ۶/